جزیرۂ قبرص میں اسلام کی سرگذشت

محمد خالد مسعود

قبرص کی سر زمین پر تاریخ اسلام کا سب سے پہلا قافلہ * حضرت عثمان رض کے زمانے میں اترا - حضرت ابو بکر رض اور حضرت فاروق رض کے زمانے میں بازنطینی سلطنت کو جب پے درپے شکستیں ہوئیں اور بحیرہ روم کا جنوبی حصہ اس کے قبضے سے جاتا رہا - تو اسے مشرقی حصے کی حفاظت کے لئے بحیرۂ روم کے شمالی علاقے کو زیادہ مستحکم کرنا پڑا - چنانچہ قسطنطنیہ پر اس کی پوری توجہ مرکوز ہوگئی - امیر معاویہ رض اس علاقے کے گورنر ہوئے تو انہیں بازنطینی حکومت کی اس جنگی پالیسی پر غور کرنے کا موقع ملا - اسلامی سلطنت کی سرحدوں کی حفاظت کے لئے ضروری تھا کہ بحیرہ روم کی طرف سے ہونے والے حملوں کا سدباب کیا جائے - قبرص کا جزیرہ بازنطینی سلطنت کا بہت اہم مورچہ تھا - امیر معاویہ نے حضرت عمر رض سے قبرص پر حملے کی اجازت چاہی - لیکن آپ نے اجازت نہ دی - آخر حضرت عثمان رض کے زمانے میں ۲۷ھ میں ایک طاقتور بحری بیڑہ لے کر حملہ آور ہوئے -

اس حملے میں حضرت امیر معاویہ کے ساتھ جہاں بہت سے جلیل القدر صحابہ حضرت ابوالدرداء رض، ابو ذر غفاری رض، عبادہ بن الصامت رض اور مقداد رض

---

* هیری لیوک جارج هل کے ساتھ تاریخ قبرص پر کام کرچکے هیں اور قبرص کے امور پر کئی کتابوں کے مصنف هیں- وه لکھتے هیں ("قبرص" لندن، ۱۹۵۷، ص ۳۴) که قبرص پر سب سے پہلا حمله ۶۳۲ء میں حضرت ابو بکر رض کے زمانے میں هوا - اور مسلمانوں نے کیتن (ضلع لارناکا) کو فتح کرلیا تھا - راقم الحروف کے نزدیک یه بات تحقیق طلب هے، اگرچه عربی ماخذوں میں کهیں یه ذکر نہیں، تاهم لیوک جیسے محقق کا قول نظرانداز نہیں کیا جاسکتا -

شامل تھے، وہاں عورتیں بھی کافی تعداد میں شرکت کررھی تھیں - جن میں حضرت عبادہ بن الصامت کی اھلیہ حضرت ام حرام بنت ملحان، حضرت معاویہ کی اھلیہ فاختہ بنت قرظہ اور ان کی بہن کتوہ بنت قرظہ کے نام معروف ھیں- حضرت ام حرام اس وقت تک ضعیف العمری کو پہنچ چکی تھیں ، لیکن بحری جہاد میں شرکت اور شہادت کی جو پیشینگوئی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کے لئے فرمائی تھی، اسے پورا کرنے کا جذبہ پیرانہ سالی کے باوجود کشاں کشاں لے گیا- جب جہاز کنارے پر لگا تو حضرت ام حرام کے لئے خچر لایا گیا - لیکن خچر بدک گیا اور آپ گرتے ھی شہید ھوگئیں - اسی جگہ آپ کو دفن کردیا گیا - آپ کا مزار لارناکا کی خوبصورت نمکین جھیل کے کنارے موجود ھے جسے لوگ "حالا سلطان تکے" (سلطان ص کی خالہ کا تکیہ) کہتے ھیں- اس کے ساتھ ھی حسین مسجد ھے جو سمندر میں دور سے ھی نظر آنے لگتی ھے- آج بھی بحیرہ روم میں جہاز جب قبرص کے نزدیک پہنچتے ھیں تو مسلمان ملاح جھنڈے جھکا دیتے ھیں اور خود بھی فرط عقیدت سے سرنگوں ھوجاتے ھیں حضرت کتوہ بنت قرظہ بھی اسی حملے میں شہید ھوئیں -†

جنگی مہموں میں عورتوں کی شرکت اس بات کا ثبوت ھے کہ عرب جہاز رانوں کے لئے سمندر "بازی گاہ" تھے - بحری سفر کے شدائد ان کے شوق کو تیز کرتے تھے - موجوں سے آویزش اور طوفان سے کھیلنا ان کا معمول تھا - حبشہ کی طرف ھجرت کا سفر ھو یا قبرص کی جنگی مہم، عورتیں ان کی بحری مہمات میں برابر شریک ھوتی تھیں -

قبرص فتح ھوا - اور خراج کی شرط پر صلح ھوئی - معاھدہ طے پایا کہ قبرص بازنطینی اور اسلامی سلطنت کے درمیان غیر جانبدار رھے گا - لیکن ۳۲ ھ

† حضرت کتوہ کی شہادت کا ذکر طبری نے کیا ھے - "حالہ سلطان تکے" میں ایک تعارفی قلمی مسودہ پڑا ھے - اس میں حضرت ام حرام کے بارے میں لکھا ھے کہ وہ حضرت معاویہ کی بیوی تھیں اور حملے میں کافروں کے ھاتھوں شہادت پائی - راقم الحروف کے نزدیک اس مسودہ کے مصنف نے حضرت ام حرام اور حضرت کتوہ کے شہادت کے واقعات کو خلط ملط کردیا ھے - حضرت ام حرام کی شہادت خچر کے بدکنے سے ھوئی اور کافروں کے ھاتھوں شہادت حضرت کتوہ نے پائی جو حضرت معاویہ کی سالی تھیں جس کی وجہ سے مصنف کو یہ مغالطہ ھوا کہ وہ معاویہ کی بیوی تھیں -

میں انھوں نے مسلمانوں کے خلاف باز نطینیوں کی مدد کی۔ حضرت معاویہ اگلے سال پانچ سو جہازوں کا بیڑہ لے کر حملہ آور ہوئے۔ قبرص نے صلح کی درخواست کی جسے حضرت معاویہ نے منظور کرلیا۔ مسلمانوں کی خاصی تعداد تقریباً (۱۲,۰۰۰) شام سے یہاں آکر آباد ہوگئی۔ امیر معاویہ رض نے فوج کا ایک دستہ بھی متعین کردیا۔

حضرت معاویہ کی وفات کے بعد قبرص نے مطالبہ کیا کہ مسلمان فوج کو واپس بلا لیا جائے۔ یزید بن معاویہ نے فوج کو واپس بلالیا۔ فوج کے جاتے ہی قبرصی باشندوں نے مسلمان آبادی پر حملہ کردیا۔ اس قتل و غارت گری میں مسلمانوں کی اکثریت شہید ہوئی۔ کچھ لوگ شام واپس آگئے۔ اکثر مسجدیں گرادی گئیں۔

عبدالملک خلیفہ ہوئے تو قبرص ابھی تک مسلمانوں کے خلاف سرگرمیوں میں مصروف تھا۔ خلیفہ نے قبرص سے معاہدہ کی تجدید کا مطالبہ کیا۔ بازنطینی سلطنت قبرص کو غیر جانبدار رکھنے کے حق میں نہیں تھی۔ چنانچہ باز نطینیوں نے پوری کوشش کی کہ قبرص کو مسلمانوں سے الگ کرادیا جائے۔ لیکن یہ خواب پورا نہ ہوسکا۔ اور قبرص نے خراج میں اضافہ منظور کرتے ہوئے صلح کرلی۔ ولید ثانی کے دور میں ۱۲۵ھ میں قبرص کا مستقل طور پر شام سے الحاق کردیا گیا۔

اس زمانے میں اموی حکومت کا آفتاب روبہ زوال تھا۔ خانہ جنگیوں کی وجہ سے باہر کی طرف توجہ ختم ہوگئی۔ اموی حکومت کے کھنڈرات پر عباسی سلطنت قائم ہوئی۔ لیکن جب تک اس کو استحکام حاصل ہوتا، باز نطینی سلطنت اپنا قبضہ بحال کرچکی تھی۔ قسطنطنیہ اس کی قوت کا مرکز تھا۔ صقلیہ اور قبرص کو شطرنج کے مہروں کے طور پر استعمال کررہی تھی۔ اس کی وجہ سے اسلامی سلطنت کی شمالی سرحدیں ہمیشہ خطرے میں رہتی تھیں۔

ہارون الرشید کے عہد میں حمید بن معیوف ہمدانی کو شام اور بحیرہ روم کے علاقے کے فوجی اختیارات ملے تو اس نے حالات کا نئے سرے سے جائزہ لیا۔ اس کی نظریں بھی قبرص پر جاکر رک گئیں۔ دارالخلافت سے اجازت پاکر

عزم جہاد

قبرصی ترکوں کا ایک ساحلی مورچہ

حالا سلطان تکے (تکیہ خالۂ سلطان ص)

لارناکا (قبرص) میں حضرت ام حرام بنت ملحان رض کا مزار

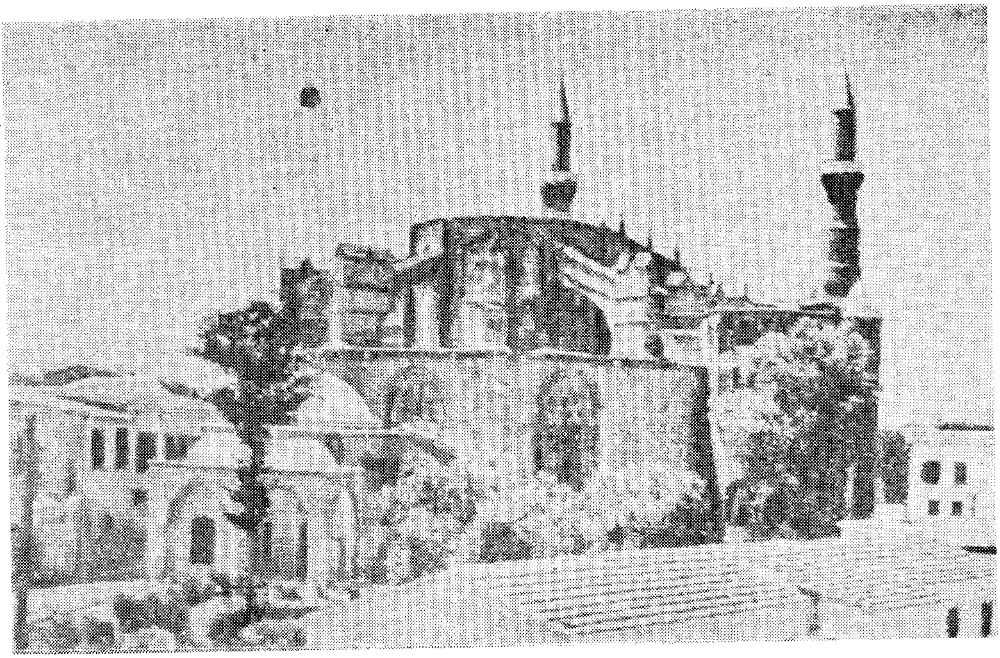

نکوسیا (قبرص) کی مسجد ایا صوفیہ

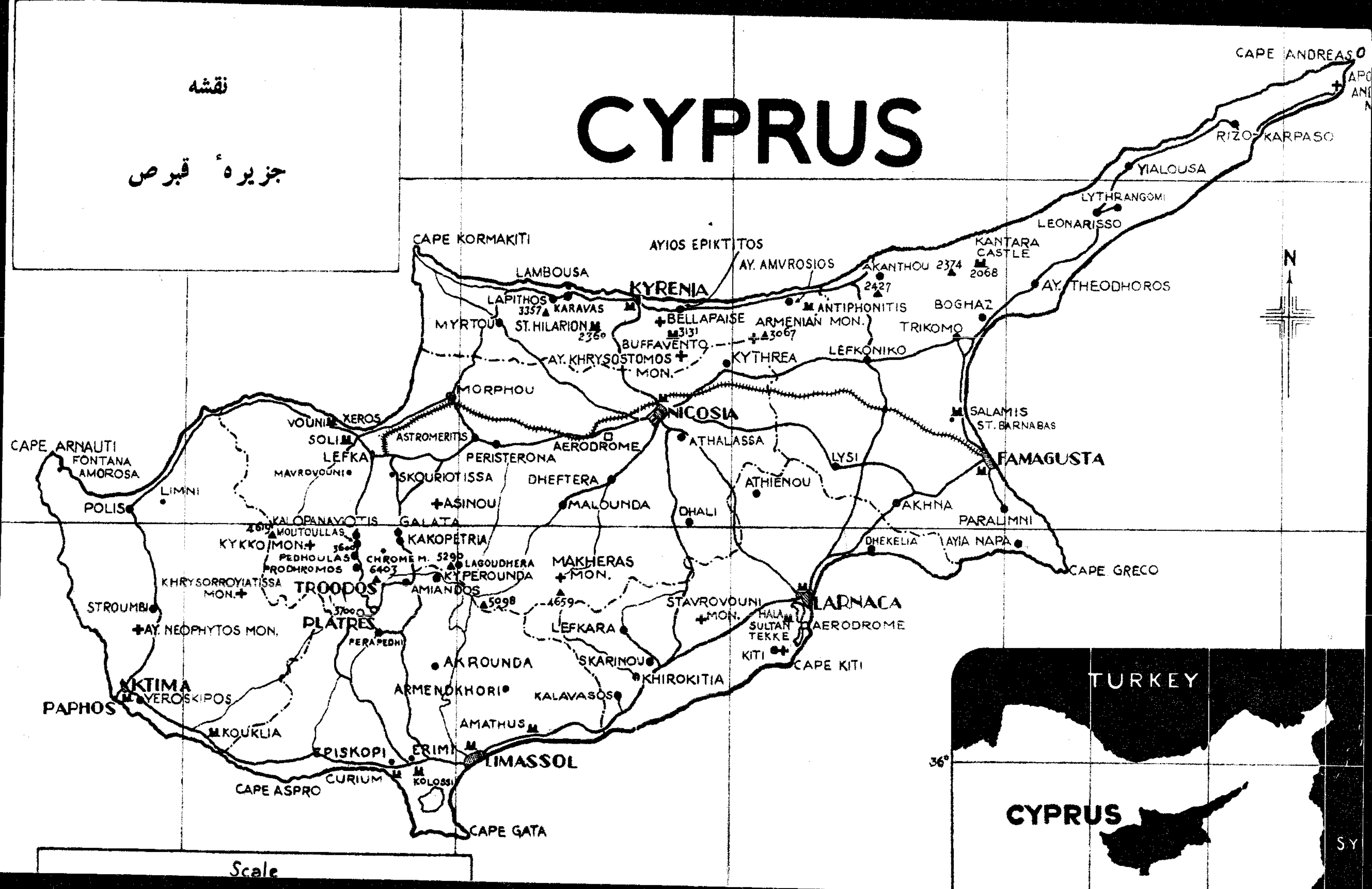

نقشه
جزيرهٔ قبرص
CYPRUS
CAPE ANDREAS
RIZO-KARPASO
YIALOUSA
LYTHRANGOMI
LEONARISSO
KANTARA CASTLE
2068
AKANTHOU 2374
2427
AY. THEODHOROS
BOGHAZ
TRIKOMO
LEFKONIKO
SALAMIS
ST. BARNABAS
FAMAGUSTA
PARALIMNI
AKHNA
AYIA NAPA
DHEKELIA
CAPE GRECO
CAPE KORMAKITI
LAMBOUSA
AYIOS EPIKTITOS
AY. AMVROSIOS
KYRENIA
ANTIPHONITIS
ARMENIAN MON.
3067
LAPITHOS
3357
KARAVAS
ST. HILARION
2360
BELLAPAISE
3131
BUFFAVENTO
AY. KHRYSOSTOMOS MON.
KYTHREA
MYRTOU
MORPHOU
NICOSIA
AERODROME
ATHALASSA
LYSI
ATHIENOU
DHALI
XEROS
VOUNI
SOLI
LEFKA
ASTROMERITIS
PERISTERONA
SKOURIOTISSA
DHEFTERA
MALOUNDA
ASINOU
CAPE ARNAUTI
FONTANA AMOROSA
MAVROVOUNI
LIMNI
POLIS
KALOPANAYIOTIS
4619
MOUTOULLAS
KYKKO MON.
3600
PEDHOULAS
PRODHROMOS
CHROME M.
6403
5290
LAGOUDHERA
KYPEROUNDA
GALATA
KAKOPETRIA
MAKHERAS MON.
TROODOS
AMIANDOS
5098
4659
KHRYSORROYIATISSA MON.
STROUMBI
AY. NEOPHYTOS MON.
5700
PLATRES
PERAPEDHI
LEFKARA
STAVROVOUNI MON.
LARNACA
HALA SULTAN TEKKE
AERODROME
KITI
CAPE KITI
AKROUNDA
SKARINOU
KHIROKITIA
KTIMA
PAPHOS
YEROSKIPOS
ARMENOKHORI
KALAVASOS
KOUKLIA
AMATHUS
EPISKOPI
ERIMI
LIMASSOL
CAPE ASPRO
CURIUM
KOLOSSI
CAPE GATA
N
Scale
TURKEY
36°
CYPRUS
SY

اس نے ۱۸۰ء میں قبرص پر فیصلہ کن حملہ کیا ۔ قلیل محاصرے کے بعد قبرص فتح ہوگیا ۔ ان دنوں قبرص میں کلیسا کو کافی اقتدار حاصل ہوچکا تھا ۔ اسقف گورلر کے فرائض سرانجام دیتا تھا ۔ اسقف نے صلح کے معاہدے کی پیشکش کی جسے ہارون الرشید نے منظور کرلیا ۔

قبرص سارے عباسی دور میں غیر جانبدارانہ پالیسی پر قائم رہا اور کوئی بحران پیدا نہیں ہوا ۔ عباسی سلطنت کے اواخر میں جب خلافت کمزور ہونے لگی تو بازلطینی اثر و رسوخ بحال ہو گیا ۔ اور اس جزیرے کی طرف اسلامی سلطنت کی توجہ بہت کم ہوگئی ۔ مجموعی طور پر قرون وسطیٰ کی قبرصی تاریخ صلح و معاہدہ کی تاریخ ہے ۔

— ۲ —

گیارھویں صدی سے تیرھویں صدی عیسوی تک، قبرص کا واسطہ زیادہ تر مملوک سلاطین سے رہا ۔ رچرڈ اول شاہ انگلستان جب صلاح الدین ایوبی کے مقابلے میں صلیبی جنگوں میں شرکت کے لئے آیا تو راستے میں قبرص کے بازلطینی حکمران سے جھڑپ ہوگئی ۔ رچرڈ نے حملہ کرکے قبرص فتح کرلیا اور ۱۱۹۲ء میں اسے فرینک خاندان کے ہاتھ فروخت کردیا ۔ اس طرح قبرص سے بازنطینی اقتدار کا خاتمہ ہوا ۔ لیوسینان (فرینک) دور حکومت میں پطرس اول کا زمانہ قابل ذکر ہے ۔ اس نے اسلامی اثر و رسوخ ختم کرنے کی سرتوڑ کوشش کی جس میں کسی حد تک وہ کامیاب بھی ہوگیا ۔ اسی حوصلے پر پطرس اول کے جانشین شاہ جانوس نے مصر کے مملوک سلاطین کو مکمل طور پر ختم کرنے کے لئے تیاریاں شروع کردیں ۔ چند ایک بحری جھڑپوں کے بعد ۱۴۲۶ء میں بارس بی، مملوک سلطان نے ۱۸۰ جہازوں کا بیڑہ لےکر قبرص پر حملہ کردیا ۔ لارناکا کے ضلع میں لڑائی ہوئی جس میں جانوس کو شکست فاش ہوئی ۔ یہ تاریخ قبرص کی سب سے تباہ کن شکست تھی ۔ جانوس گرفتار ہوا اور آٹھ ماہ مملوک سلطان کی قید میں رہا ۔ آخر خراج کا وعدہ کرکے رہا ہوا ۔ اس کے بعد مملکوں کو قبرص کی طرف سے مکمل اطمینان رہا اور لیوسینان دور کے آخر تک کوئی لڑائی نہیں ہوئی ۔

پندرھویں صدی عیسوی کے اواخر میں ترک ابھر رہے تھے اور یورپ کی ساحلی سلطنتوں کے لئے بہت بڑا خطرہ بنتے جارہے تھے ۔ اس خطرے کو سب سے پہلے وینس کے حکمران سینوری نے محسوس کیا۔ ترکوں کی بڑھتی ہوئی طاقت کو روکنے کے لئے اس کی نظر بھی قبرص پر پڑی ۔ قبرص کی کمزور حکومت کسی بھی وقت ترکوں کے ھاتھ میں جاسکتی تھی۔ سینوری نے مسلسل کوششوں سے قبرص پر تسلط حاصل کرلیا اور اس طرح وینس کے باشندوں کی حکومت کا آغاز ھوا ۔ یہ صرف فوجی حکومت تھی۔ جو یورپ کے ساحلی علاقے کو ترکوں کی ترکتاز سے محفوظ رکھنے کے لئے عمل میں آئی تھی۔ لیکن یہ بند ترکوں کے آگے زیادہ دیر اھیں ٹھرسکا ۔

— ۳ —

ترکیہ میں عثمانیہ سلطنت کے استحکام کے بعد قریبی جزیروں کی طرف توجہ دی گئی ۔ سلطان سلیم ثانی کے عہد میں لالہ مصطفیٰ، جولائی ۱۵۷۰ء میں پچاس ھزار ترک لشکر کے ساتھ لارناکا میں اترے۔ اسی جگہ جہاں تقریباً ایک ھزار سال پہلے امیر معاویہ کا لشکر اترا تھا۔ ترک آگے بڑھتے گئے ۔ دارالخلافہ نکوسیا کا محاصرہ کرلیا گیا ۔ تقریباً دو ماہ کے محاصرے کے بعد نکوسیا فتح ھوگیا ۔ اس کے ایک ھفتے کے اندر سارا قبرص اسلامی سلطنت میں شامل ھوچکا تھا ۔

قبرص تین سو سال تک سلطنت عثمانیہ کا جزو رھا۔ ترکوں کی بہت بڑی تعداد نے اسے وطن بنایا ۔ عثمانیہ دورقبرص کی تاریخ کا شاندار عہد تھا ۔ جس میں قبرص کو صحیح معنوں میں ارتقا حاصل ھوا۔ ترکوں نے یہاں بہت سی اصلاحات کا نفاذ کیا ۔ جاگیرداری نظام ختم کردیا گیا ۔ عیسائی کلیسا کو پوری آزادی دی گئی ۔ عیسائی رعایا کو برابر کے حقوق حاصل تھے ۔ ولیم ٹرٹر اس بات کا اعتراف کرتا ھے کہ :

''قبرص پر اگرچہ ظاھری طور پر ''بے'' حکمران ھے ، لیکن در حقیقت یہاں یونانی اسقف اور اس کے ماتحت پادریوں کی حکومت ھے ۔ ''

۱۸۳۹ء میں ترکوں نے آئینی اصلاحات رائج کیں اور ایک قائم مقام مقرر کیا جس کی مدد کے لئے قبرص کے باشندوں کی ایک کونسل کا انتخاب ہوتا تھا - اس طرح قبرص کو اندرونی معاملات میں خود مختاری حاصل تھی -

انیسوی صدی میں عالمی سیاست میں تبدیلیاں آنے لگیں - نہر سویز کی وجہ سے یورپ کے لئے بحیرہ روم کی اہمیت بڑھ گئی - اس علاقے کے طرف روس اور برطانیہ دونوں کی نظریں اٹھ رہی تھیں - روس درہ دانیال اور بحیرہ باسفورس پر قبضہ کرنا چاہتا تھا - جس کے لئے اسے سلطنت عثمانیہ سے ٹکر لینا پڑتی تھی - اس نے قبرص کے جزیرے کو فوجی مقصد کے لئے استعمال کرنا چاہا - برطانیہ نے موقع غنیمت سمجھتے ہوئے دخل اندازی کی - اس نے ترکی کی مدافعت کا وعدہ کیا چنانچہ جون ۱۸۷۸ء میں سلطان ترکی نے عارضی طور پر قبرص انگریزوں کے حوالے کردیا -

پہلی عالمگیر جنگ کے بعد برطانیہ نے قبرص کو پوری طرح اپنی قلمرو میں شامل کرلیا - سلطنت برطانیہ کی طرف سے یہاں ھائی کمشنر متعین ہونے لگا -

دوسری عالمگیر جنگ کے بعد قبرص میں انگریزوں کے خلاف بغاوتوں کا آغاز ہوا - یونان نے اس میں در پردہ مدد کی اور جرنل گریفاس مسلح جہاز لے کر یہاں کے قبرصی رہنما اسقف میکاریوس کی مدد کے لئے پہنچ گیا - ترک اور یونان دونوں آزادی کے لئے لڑ رہے تھے - لیکن یونانی انتہا پسندوں کے سامنے مقصد کچھ اور تھا - انہوں نے برطانوی سپاہیوں کے ساتھ ساتھ ترکوں پر بھی حملے شروع کردئیے، ترک اقلیت کو اب اس تحریک آزادی کی حقیقت کا علم ہوا - قبرص کو کلیتاً یونان سے ملحق کرنے کے لئے ترکوں کو سرے سے ختم کرنے کی کوشش کی جا رہی تھی - یہاں سے ترک اقلیت کے اختلافات کا آغاز ہوا -

— ۴ —

ترکوں اور یونانیوں کے ان اختلافات کو سمجھنے کے لئے ہمیں اس تاریخی پس منظر کا جائزہ لینا ہوگا جس میں اس کشیدگی نے جنم لیا -

قبرص ابتدائے تہذیب سے ھی اپنی معدنیات* اور جغرافیائی محل و قوع کی

* یہاں یہ ذکر دلچسپی سے خالی نہ ہوگا کہ کاپر (تانبہ) یہاں کافی مقدار میں ملتا تھا اور یورپین زبانوں میں اس جزیرہ کی نسبت سے ھی اس کا نام کاپر پڑا -

وجہ سے خاص اہمیت کا حامل رہا ہے - زمانہ قبل مسیح میں یونانی قسمت آزما یہاں پہنچتے رہے - یونانی اساطیر میں قبرص کا ذکر بارہا آتا ہے - یونانی محبت کی دیوی افرو ڈائٹ (Aphrodite) قبرص میں ہی پیدا ہوئی - اس لئے اسے محبت کا جزیرہ کہا جاتا ہے - (چنانچہ اسی نسبت کی وجہ سے انطونی نے قلو پطرہ کو یہ جزیرہ محبت کے تحفے کے طور پر دیا تھا) -

قبرص کے یونان سے الحاق کے حامیوں کے دلائل میں سب سے بڑی دلیل قبرص کا یونان سے یہی قدیم دیومالائی رشتہ ہے ، لیکن محقق مؤرخین کو اس میں کلام ہے - جارج ہل کے نزدیک قبرص کو یونان سے وابستہ کرنے کے لئے ایلیڈ (Iliad) کی کہانیوں میں تبدیلیاں کی گئی ہیں تاکہ اس کی فنیقی ثقافت سے وابستگی ختم کی جا سکے -

الحاق کے حامیوں کی دوسری دلیل زبان کا رشتہ ہے - ان کا کہنا ہے کہ یونان سے مسلسل ربط و ضبط کی وجہ سے یونانی زبان قبرص میں آئی اور آج بھی اکثریت کی زبان ہے - لیکن حقیقتاً یہ بازنطینی سلطنت کے قیام کے بعد کی بات ہے -

سلطنت روما کے مشرقی حصوں کے نظم و نسق کے لئے قسطنطین نے ایشیائے کوچک کے علاقے کی طرف توجہ کی - یہاں بازنطیم نامی ایک قدیم شہر ، جسے باز اس نے ۶۵۷ ق - م میں بسایا تھا ، کے کھنڈرات پر ۳۳۰ء میں شہر بسایا گیا - جس کا نام قسطنطنیہ (قسطنطین کا شہر) پڑ گیا - قدیم نام کی رعایت سے اس سلطنت کو بازنطینی سلطنت کہا گیا - یونانی دارالحکومت کی وجہ سے اب سلطنت روما میں لاطینی کی بجائے یونانی زبان کو عروج ہوا اور اس کے ماتحت علاقوں میں بھی اس کو قبول عام حاصل ہوا -

پولوس نے عیسائیت کو یونانی ذہن کے لئے قابل قبول بنا دیا تھا - بازنطینی حکومت کا عیسائیت سے تعلق ہوا تو قبرصی عیسائیوں کے ذہن میں عیسائیت یونانیت اور بازنطینیت کی تثلیث پیوست ہو گئی - جس نے اینوسس ENOSIS کا نام پایا -

اینوسس کے لفظی معنی " الحاق " ہیں - یہ ' در حقیقت بازنطینی سلطنت کے احیاء کی تحریک ہے ، قبرصی خواہ یونان سے اس کا کوئی خونی اور نسلی رشتہ نہ

ھو ، لیکن اگر وہ کیتھولک مسیحی ہے تو وہ اپنے کو یونانی شمار کرتا ہے'' ۔ (جارج ھل) ۔

یہ تحریک انیسویں صدی کے اوائل میں شروع ہوئی ۔ اس کا مطالبہ تھا یونان سے الحاق ، اور قدیم باز نطینی سلطنت کا احیاء ۔ اس تحریک کے حامیوں کا کہنا ہے کہ ''یونانی زبان اکثریت کی زبان ہے'' ''قبرص یونان کا حصہ رہا ہے'' اور '' اکثریت کا مطالبہ یونان سے الحاق ہے'' ۔

لیکن جارج ھل جیسے محقق تاریخ دان کو ان دلائل میں منطقی اور تاریخی ربط کے وجود سے انکار ہے ۔ اس نے لکھا ہے کہ اسی فیصد آبادی اینوسس کے خلاف ہے ۔ اس کا کہنا ہے کہ قبرص کبھی یونان کا حصہ نہیں رہا ۔ باز نطینی سلطنت میں یونان بھی اس طرح اس سلطنت کے ماتحت تھا ، جیسے قبرص ۔

اینوسس کی یہ تحریک بعد میں تشدد پسندی میں تبدیل ہوگئی اور ایک دہشت پسند تنظیم ایوکا EOKA کی تشکیل کی ۔ اس وقت بیس ہزار افراد کو اس میں باقاعدہ رکنیت حاصل ہے ۔ ایوکا کی دہشت پسند سرگرمیوں کا آغاز ۱۹۵۰ع سے ہوگیا تھا ۔ یونان کی پشت پناہی جرنل گریفاس کی شرکت کی صورت میں حاصل رہی ۔ اس کے علاوہ بہت سی تبلیغی مسیحی تنظیمیں اس بربریت پسند تنظیم کا ساتھ دے رہی تھیں مسیحی مبلغ ہوں یا سکول کے اساتذہ اور طلبہ ، تمام کیتھولک اینوسس کے لئے حلف اٹھاتے تھے ۔

قبرص کے موجودہ صدر میکاریوس جب اسقف بنے تو انھوں نے ۲۰ اکتوبر ۱۹۵۰ع میں نکوسیا میں حلف اٹھایا ۔

'' میں مقدس حلف اٹھاتا ہوں کہ میں قومی آزادی کے لئے زندگی وقف کردوں گا اور تا حیات پوری استقامت سے کوشش کروں گا کہ قبرص کا الحاق مادر وطن یونان سے ہو جائے '' ۔

میکاریوس اس حلف پر شدت سے قائم رہے ۔ ۱۹۵۵ - ۱۹۵۸ میں ترک اقلیت پر شدید مظالم ڈھائے گئے ۔ ترکوں کے نمائندہ لیڈر ڈاکٹر فاضل کوچک نے اس کے خلاف آواز اٹھائی ۔ چنانچہ ۱۹۵۹ میں لندن میں تین طاقتیں مصالحت

کے لئے جمع ہوئیں - برطانیہ (حکمران طاقت) یونان (قبرصی یونانیوں کی اکثریت کے حقوق کی محافظت کی دعویدار سلطنت) اور ترکی (ترک اقلیت کی حفاظت کی دعویدار سلطنت) - برطانیہ قبرص سے اپنا تعلق منقطع کرنے کے لئے تیار تھا۔ اس کا مطلب یہ تھا کہ قبرص اپنے قدیم حکمران ترکی کے زیر اثر آجائے جس سے برطانیہ نے یہ علاقہ عارضی طور پر لیا تھا ' طویل مذاکرات کے بعد تینوں طاقتوں کے مابین معاہدہ ہوا جس کی رو سے قبرص کے آئین کا یہ ڈھانچہ طے پایا کہ صدر قبرصی یونانیوں میں سے اور نائب صدر قبرصی ترکوں میں سے ہوگا اور کابینہ میں دونوں قومیتوں کو مساوی حقوق دئے جائیں گے - اس کے باوجود اگر کوئی تنازعہ ہو تو برطانیہ ، یونان اور ترکی تینوں کے درمیان گفت و شنید سے طے کیا جائے گا -

۱۹۶۰ میں قبرص آزاد ہوا اور میکاریوس پہلے صدر ہوئے- انہیں یہ آئین منظور نہیں تھا - اس لئے کہ اس میں قبرصی ترکوں کو قبرصی یونانیوں کے مساوی حقوق دئے گئے تھے-چنانچہ انہوں نے ترک نمائندوں کو مجبور کیا کہ وہ آئین میں آبادی کے تناسب سے حقوق کی تقسیم کے لحاظ سے ترمیم و تبدیلی کو منظور کریں -

ڈاکٹر فاضل کوچک نائب صدر تھے- انہوں نے اسے قبول نہیں کیا - ان کا کہنا تھا کہ مسئلہ اکثریت و اقلیت کا نہیں بلکہ دو قوموں کا ہے - یونانی ایک قوم ہیں - ترک دوسری قوم - دونوں قوموں کو مساوی آئینی حقوق ملنے چاہئیں - قبرص میں در حقیقت اکثر لحاظ سے وہی سیاسی صورت حال ہے جو تقسیم سے پہلے بر صغیر ہند و پاکستان میں مسلمانوں کو پیش تھی - جب میکاریوس کو گفت و شنید میں کامیابی نہ ہوئی توایوکا کی دہشت پسند سرگرمیاں تیز ہوگئیں - ۲۱ دسمبر ۱۹۶۳ میں قبرص میں ترکوں کے قتل عام کا آغاز ہوا- ایوکا کا خیال تھا کہ اس طرح دہشت پسندی پھیلانے سے یا تو ترک آئین میں تبدیلیوں کو منظور کرلیں گے، ورنہ انہیں صفحۂ ہستی سے نیست و نابود کردیا جائے گا -

نکوسیا میں پانچ دن تک اخباری نامہ نگاروں کو داخل نہیں ہونے دیا گیا - ۲۶ دسمبر کو جب نامہ نگار' ترک بستیوں میں پہنچے تو انہوں نے وہ

خونیں مناظر دیکھے جو ایوکا کے دھشت پسندوں نے اپنے ترک هموطنوں کو کرسمس کی رات تحفے کے طور پر پیش کئے تھے -

اس بربریت پر ساری دنیا نے افسوس کیا - معاهده لندن ۱۹۵۹ کی رو سے ترکی پر قبرصی ترکوں کی حفاظت کی ذمہ داری پڑتی تھی - ترکی نے میکاریوس کی حکومت کو تنبیه کی اور اقوام متحده کی توجه اس طرف مبذول کرائی - لیکن ایسا معلوم هوتا هے که اقوام متحده اور ترکی کی مصالحانه کوششوں کو ایوکا کے دهشت پسند کوئی اهمیت نهیں دے رهے - ان کی سفا کی جاری هے -

ترکی نے مظلو مین قبرص کی حفاظت کے لئے گفت و شنید پر اکتفا نهیں کی - حال هی میں اس نے قبرص کے خلاف نادیبی کاروائی کر کے اس امید کو تقویت دی هے که شهیدوں کا خون رنگ لائے گا - اور قبرص کے ترک جو اکثریت کے مظالم کا نشانه رهے هیں ، امن و آزادی کا سانس لے سکیں گے -

---

مآخذ

۱- بلاذری ' ''فتوح البلدان'' ' بریل (۱۸٦٦ء)

۲- صحیح بخاری، جزوالرابع، مطبعه امیریه، (۱۳۱۲ ھ)

۳- طبقات ابن سعد، بیروت، (۱۹۵۸ ء)

۴- تاریخ طبری' مطبه حسینیه، (ت - ن)

5. Harry Luke, *Cyprus*, London, (1957).
6. *Background to Enosis,* Royal Institute of International Affairs, London, (1957).
7. Mangonten, *Island of Cyprus*, Nicosia, (1947).
8. *Cyprus,* Central Office of Information, London, (n.d.).
9. *ENCYLOPAEDIA OF ISLAM*, "*Cyprus*".
10. Dr. Fazil Kuchuk, *The Cyprus Question*,.
11. *CYPRUS : past, present and future*, Ankara, (1964).
12. George Hill, *The History of Cyprus.*